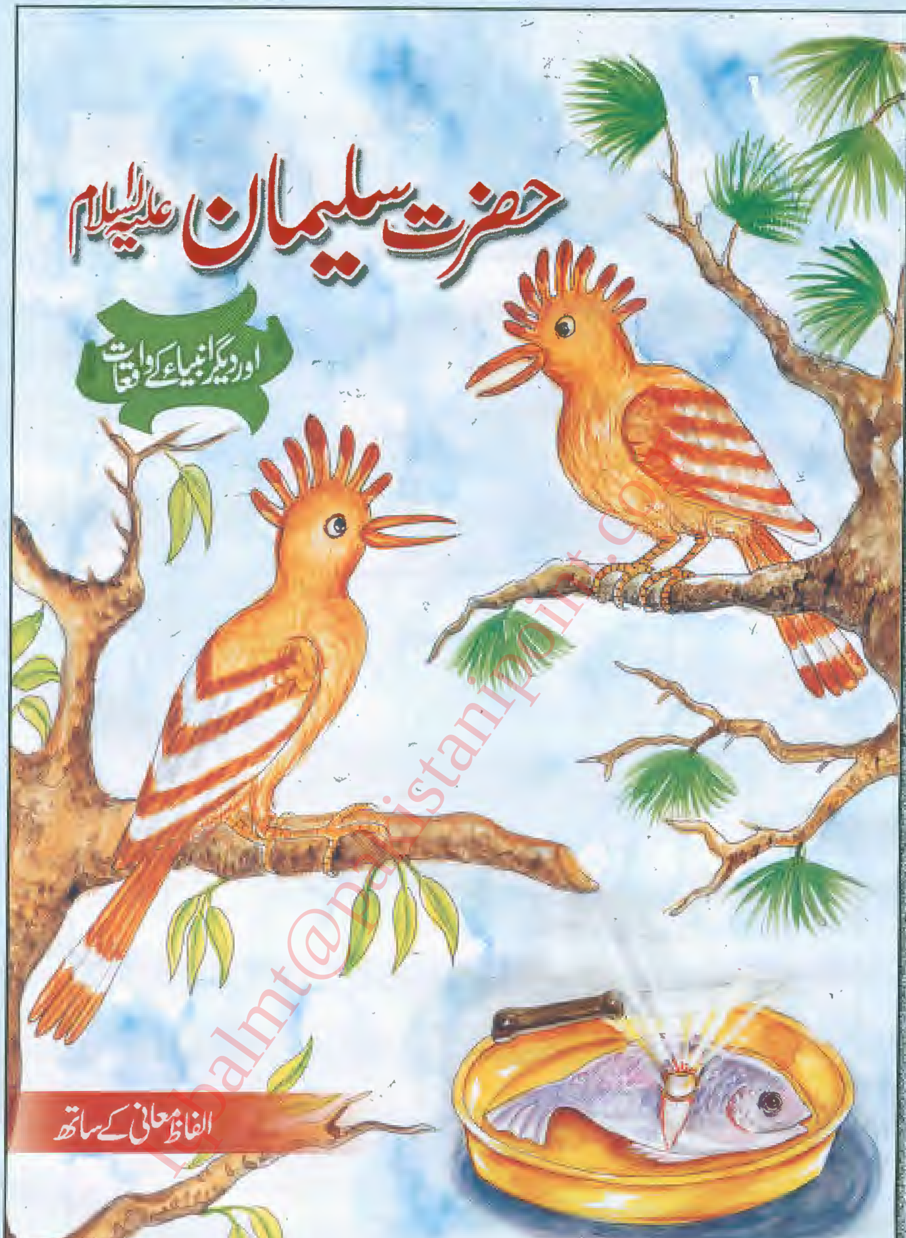
حضرت سلیمان علیہ السلام

اور دیگر انبیاء کے واقعات




حضرت سلیمان علیہ السلام
اور دیگر انبیاء کے واقعات
الفاظ معانی کے ساتھ

فہرست مضامین

CHILDREN PUBLICATIONS
Rs.145

تحریر: صفدر شاہین | تصویر: سمیرا کامران/حنا غفور | پہلا ایڈیشن: 2006ء

پرنٹرز: اسرار پرنٹرز، ناظم آباد کراچی | قیمت: =/[redacted] روپے

حضرت سُلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔آپ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد عنان حکومت سنبھال کر بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے۔آپ اللہ کے سچے پیغمبر اور انصاف پرور بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہفت اقلیم کی بادشاہت عطا فرمائی اور وہ صرف انسانوں کے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے بادشاہ تھے۔ چرند پرند اور جنات وغیرہ سب ان کے تابع فرمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جتنا وسیع و عریض ملک عطا کیا ایسا کسی جن و بشر کو نہیں دیا۔

اس کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام میں ذرہ بھر بھی تکبر نہ تھا۔وہ اپنے اخراجات کے لیے شاہی خزانے سے ایک پیسہ تک نہ لیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے زنبیل سی کر اور اسے فروخت کر کے گزر اوقات کیا کرتے تھے ۔کھانے کے لیے وہ اپنے ہاتھوں سے جَو پیس کر آٹا بناتے اور اس کی روٹی پکا کر کھاتے تھے۔آپ اکثر روزہ رکھتے تھے اور ہر شام بیت المقدس میں جا کر غریبوں اور روزہ داروں کے ساتھ روزہ افطار کرتے تھے۔

تختِ سلیمانی

بادشاہ بننے کے بعد آپ نے ایک نہایت عالیشان اور پرتکلف مکان بنوایا جس کا رقبہ 36 کوس تھا۔اس مکان کو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا جس کی دیواروں اور چھتوں پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ پھر اس مکان کے اندر آپ نے اپنے لیے ایک شاندار تخت بنوایا جس کی لمبائی تین کوس تھی۔ سارا تخت ہاتھی دانت سے بنایا گیا تھا جو لعل ، فیروزہ ، زمرد جیسے پتھروں سے مرصع تھا اور اس کے چاروں طرف سونے کی اینٹیں لگی ہوئی تھیں۔تخت کے چاروں کونوں پر ایسے درخت تھے جن کی ڈالیاں سونے کی تھیں اور ہر ڈال پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر ان کے پیٹ کے اندر مشک بھر دیا گیا تھا۔ان درختوں کے خوشے انگوروں کی طرح تھے۔اس تخت کے نیچے اور دائیں بائیں ایک ہزار سونے کی کرسیاں لگائی گئی تھیں جن پر لوگ بیٹھتے تھے۔ان کے پیچھے جنوں اور انسانوں میں سے غلام کھڑے کیے گئے تھے۔ یہ تخت جنات نے بنایا تھا جو آپ کی رعایا تھے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تاج شاہی سر پر رکھ کر اس عظیم الشان تخت پر قدم رکھتے تو ان کی ہیبت سے تخت اس وقت حرکت کرنے لگتا اور طوطی وطاؤس بھی اللہ کے حکم سے اپنے پر پھیلا دیتے تھے جن سے مشک وغیرہ کی خوشبو نکلتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت سلیمان علیہ السلام ہر جانور کی بولی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ جب آپ تاج شاہی سر پر رکھتے تو تمام پرندے تخت کے اوپر معلق ہو کر آپ کے سر پر سایہ کرتے تھے۔ جس مکان میں تخت سلیمانی تھا اس میں کئی محرابیں تھیں جہاں عابد وزاہد لوگ بیٹھ کر عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے رہتے تھے۔ آپ پورے عجز وانکسار کے ساتھ اللہ کے حضور یہ دُعا کرتے تھے۔

''یا الٰہی! میں درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ میں پیغمبروں میں سے بھی ایک پیغمبر ہوں۔ اے میرے مالک! میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں۔''

اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ جب آپ اپنے عظیم الشان تخت پر بیٹھ کر تخت کو چلنے کا حکم دیتے تو تخت اتنی تیز رفتاری سے چلتا کہ آپ ہزاروں کوس کا فاصلہ چند منٹ میں طے کر آتے۔ آپ صبح کو ایک شہر اور شام کو دوسرے شہر میں ہوتے تھے۔ آپ کے باورچی خانہ کے لیے جنات نے بڑی بڑی پتھر کی دیگیں بنائی ہوئی تھیں جنہیں بادل پانی سے بھر دیتا۔ ان دیگوں میں روزانہ کئی ہزار اونٹ اور کئی ہزار گوسفند پکتے اور خلق اللہ صبح سے شام تک آپ کے لنگر خانہ سے کھاتی پیتی۔

چیونٹیوں کی بستی

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عظیم الشان شاہی تخت پر بیٹھے ہوا میں سفر کر رہے تھے۔ تخت کے دوسرے حصوں میں آپ کے ایک ہزار ملازم اور سلطنت کے عہدے دار بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے جن میں وزیر اعظم برخیا بھی شامل تھا۔ تمام جن تخت کے گرد ادب سے کھڑے تھے اور فضا میں اڑنے والے پرندے تخت پر اپنے پروں سے سایہ کیے آ رہے تھے۔ سفر کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کے کانوں میں فرشتوں کی آواز پڑی۔ فرشتے اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ ''اے رب! تو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جیسا ملک اور حشم دیا ہے ایسا کسی اور جن وبشر میں سے کسی کو نہیں دیا۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''اے فرشتو! میں نے سلیمان علیہ السلام کو ہفت اقلیم کی بادشاہی عنایت کی ہے



اوراس کونبوت سے سرفراز کیا ہے۔لیکن سلیمان میں غرور وتکبر بالکل نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو میں ان کو ہوا پر لے جا کر زمین پر ڈال دیتا اور پھران کونیست ونابود کر دیتا۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام سنا تو فوراً اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے اور اس کی نعمتوں کا شکرادا کرنے لگے۔ہوا نے ان کے تخت کو زمین پر اتارا جہاں چیونٹیوں کی بستی تھی۔تخت سلیمانی کو دیکھ کر چیونٹیاں خوفزدہ ہوگئیں۔اس واقعہ کا تذکرہ قرآن پاک میں اس طرح ہے۔

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پہنچے (سلیمان) چیونٹیوں کے میدان پر (تو) کہا ایک چیونٹی نے،اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ تم کو نہ پیس ڈالے سلیمان اور اس کالشکر اور پھر ان کو خبر بھی نہ ہو۔" (۱۸)

یہ چیونٹی اپنی قوم کی سردار یعنی شاہ مور تھی۔اس کی بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرائے اور انہوں نے شاہ مور کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پوچھا۔"اے شاہ مور! تم نے اپنے لشکر سے یہ کیوں کہا کہ سلیمان آتا ہے اور تم اپنے اپنے غاروں میں گھس جاؤ۔تم نے اس سے پہلے میرا کیا ظلم دیکھا ہے؟"

شاہ مور نے کہا۔"اے نبی! ہم نے آپ کا یا آپ کے لشکر کا پہلے کوئی ظلم نہیں دیکھا مگر ہم نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا ہے کہ کہیں آپ کے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے چیونٹیاں نہ کچلی جائیں۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔"کیا تم اپنی چیونٹیوں پر ایسی ہی شفقتیں کیا کرتے ہو؟"

"جی ہاں۔" شاہ مور نے کہا۔"چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا بادشاہ بنایا ہے اس لیے میرا فرض ہے کہ میں ان کی سلامتی کا خیال رکھوں۔"

"تمہارے ساتھ کتنی چیونٹیاں رہتی ہیں؟" حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا۔

شاہ مور نے بتایا کہ چالیس ہزار۔اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا۔"تمہاری بادشاہی بہتر ہے یا میری بادشاہت؟"

چیونٹیوں کے سردار نے کہا۔"میری بادشاہی بہتر ہے۔کیونکہ تمہارے تخت کو ہوا اٹھاتی ہے،تم اس پر بیٹھتے ہو،یہ کتنا بڑا تکلف ہے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسکرا کر پوچھا۔"تمہیں یہ عقل کس نے سکھائی ہے؟"



''اے سلیمان علیہ السلام! جس اللہ نے تمہیں عقل عطا فرمائی اسی نے ہمیں عقل سے نوازا ہے۔'' شاہ مور نے جواب دیا۔ ''اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے چند مسائل پوچھوں؟''

''پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے تمہیں؟'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔

شاہ مور نے کہا۔ ''اے سلیمان علیہ السلام! تم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا (ترجمہ)'' کہا۔ اے پروردگار مغفرت کر میری اور بخش مجھ کو ایسا ملک کہ نہ لائق ہو کسی کو میرے پیچھے۔ تو ہے سب سے بخشنے والا۔'' اے سلیمان! تمہارے اس سوال سے حسد کی بو آتی ہے جبکہ حسد کرنا پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے۔ تمہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ خداوند قدوس سارے جہاں کا مالک ہے، وہ جسے چاہے بادشاہی دے اور جسے چاہے نہ دے۔''

''تو بڑی دانا اور عقل مند ہے۔'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔

شاہ مور نے کہا۔ ''اے اللہ کے نبی! تم بھی اپنی رعایا کی نگرانی کرو اور اپنے عدل وانصاف سے رعیت کو خوش رکھو۔ ظالم سے مظلوم کا حق دلواؤ۔ میں تو بیچاری ضعیفہ اور مسکین ہوں (پھر بھی) اپنی رعایا کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں تا کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔''

شاہ مور کی باتیں سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے سجدے میں گر کر کہا۔ ''اے پروردگار! تیری قدرت بے انتہا ہے اور تو ہی بے شک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔''

قرآن حکیم کی سورۃ سباء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:

''اور جنوں میں سے وہ تھے جو اس (سلیمان) کے سامنے خدمت انجام دیتے تھے، اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم کے خلاف کجروی کرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔ وہ اس کے لیے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا، قلعوں کی تعمیر، ہتھیار اور تصاویر اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند تھے اور بڑی بڑی دیگیں جو اپنی بڑائی کی وجہ سے ایک جگہ جمی رہیں۔ اے آل داؤد! شکر گزاری کے کام کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار رہیں۔'' (۔۱۲ تا ۱۳)



سلیمانی انگوٹھی

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنوں، شیاطین اور جانوروں کو مسخر کر دیا تھا اور وہ سب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان تھے۔ ان کے پاس ایک ایسی انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا جس کی تاثیر یہ تھی کہ انسان وحیوان، چرند پرند، جن و پری سب ان کے پاس کھنچے چلے آتے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی، انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز معمول کے مطابق آپ قضائے حاجت کے لیے باہر گئے اور اپنی انگوٹھی ایک لونڈی کے حوالے کر گئے۔

ان کے جاتے ہی دیوؤں کے ملک کا بادشاہ حمودلیس کسی طرح وہاں آ گیا۔ اس نے لونڈی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی حاصل کی اور تخت سلیمانی پر جا بیٹھا۔ اسی انگوٹھی کے سبب سارا کاروبار سلطنت چل رہا تھا چنانچہ انگوٹھی پاس نہ ہونے کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے سب کچھ چھن گیا اور وہ انگوٹھی دوبارہ پانے کے لیے جنگل کی طرف نکل گئے۔ چلتے چلتے وہ ایک روز بنی اسرائیل کے ایک گھر کے دروازے پر پہنچے۔ آپ بہت بھوکے پیاسے تھے۔ آپ نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک عورت نے پوچھا۔ ’’کون ہے؟‘‘

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا۔ ’’میں ہوں جس کی دعوت کرنا لازمی ہے۔‘‘

’’میرا شوہر گھر سے باہر ہے۔‘‘ خاتون نے کہا۔ ’’اس کی غیر موجودگی میں میں غیر محرم کی دعوت نہیں کر سکتی۔ البتہ میرے باغ میں چلے جاؤ۔ جب میرا شوہر واپس آئے گا تو تمہاری مراد پوری کر دی جائے گی۔‘‘

حضرت سلیمان علیہ السلام عورت کا جواب سن کر اس کے باغ میں گئے اور پانی پی کر سو گئے۔ سونے کے دوران باغ میں کہیں سے ایک ناگ نکلا اور آپ کے قریب بیٹھ کر پہرہ دینے لگا۔ اس خاتون کا شوہر باغ میں آیا تو یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے بیوی سے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے اور یہاں کیوں سو رہا ہے۔ بیوی نے بتایا۔ ’’یہ مسافر ہے اور آپ کے انتظار میں ٹھہرا ہوا ہے۔‘‘

حضرت سلیمان علیہ السلام بیدار ہوئے تو ناگ وہاں سے ہٹ گیا۔ عورت کا شوہر آپ سے بے حد متاثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کی پیش کش کی جو آپ نے قبول کر لی۔ آپ نے اس شخص کی بیٹی سے شادی کی اور تین روز وہاں قیام کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

ادھر آپ کے تخت پر حمودلیس قابض تھا جو جنات میں سے تھا۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہم شکل بن کر تخت

پر بیٹھا تھا۔مگر جلد ہی اس کی حرکتوں سے لوگوں کو شک ہو گیا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اپنا شک دور کرنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ حمودیس کو تورات پڑھ کر سنانے کے لیے کہا۔حمودیس تورات نہ پڑھ سکا جس پر اور لوگوں نے تورات پڑھنا شروع کر دی۔حمودیس گھبرا گیا۔وہ کلام الٰہی سن کر وہاں نہ ٹھہر سکا اور فوراً غائب ہو گیا۔اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی دریا میں پھینک دی جسے ایک مچھلی نگل گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک روز دریا پر گئے تو وہاں چند مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔آپ نے دیکھا تو آپ بھی ایک آدمی کے ساتھ مل کر مچھلیاں پکڑنے لگے۔قدرت خداوندی سے ان کے جال میں وہی مچھلی پھنس گئی جس نے آپ کی انگوٹھی نگلی تھی۔آپ نے اس آدمی سے وہ مچھلی پکانے کے لیے خریدی اور گھر لا کر اپنی بیوی کو دی۔بیوی سے فرمایا کہ اس مچھلی کو آج شام پکا لینا۔آپ کو بالکل معلوم نہ تھا کہ آپ کی انگوٹھی کسی مچھلی کے پیٹ میں ہے۔جب آپ کی بیوی نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس سے انگوٹھی برآمد ہوئی۔بیوی نے انگوٹھی آپ کو دکھائی تو آپ نے انگوٹھی کو فوراً پہچان کر انگلی میں پہن لیا۔انگوٹھی حاصل ہوتے ہی آپ کا تخت و تاج آپ کو واپس مل گیا۔آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان سمجھا جس میں آپ پورے اترے اور پہلے کی طرح حکومت کرنے لگے۔

دعوتِ مخلوق

ایک دن آپ کو لوگوں کی دعوت کرنے کا خیال آیا۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میں تمام مخلوق الٰہی کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔"اے سلیمان! مخلوقات کو روزی دینے والی ذات تو میں ہوں۔تم تو میری ساری مخلوقات کو ایک وقت کا کھانا بھی نہیں کھلا سکو گے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی۔"اے پروردگار! جو کچھ میرے پاس ہے وہ بھی تو تیرا ہی عطا کیا ہوا ہے۔اس سے میں تیری مخلوق کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔" ان کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش قبول کر کے انہیں اجازت عطا کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک بہت وسیع و عریض جنگل میں مخلوق خدا کی دعوت کا اہتمام کیا۔انہوں نے جنات کو جنگل صاف کرنے اور وہاں صاف و شفاف دریاں بچھانے اور مشرق سے مغرب تک کی تمام اشیائے خوردنی لا کر جمع کرنے کا حکم دیا۔آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ فرش زمین کو اٹھا کر فضا میں



 کہ ساری زمین پر بسنے والی ہر مخلوق اس دعوت خاص کا نظارہ کر سکے۔ آپ کے حکم کی تعمیل

خارا کی نہایت وسیع سات لاکھ دیگوں میں کھانا پکایا گیا۔

جب کھانا پک کر دعوت کے لیے تیار ہو گیا تو ایک مچھلی نے آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

''یا حضرت! مجھے بھی آج حکم ہوا ہے کہ آپ کی دعوت کھاؤں۔ اس لیے مجھے کھانا کھلایئے۔''

''یہ سب کھانا اسی دعوت کے لیے ہے۔ اگر تو صبر نہیں کر سکتی تو بسم اللہ پڑھ لے اور جو کچھ تیار ہے اس سے کھانا شروع کر دے۔'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔

آپ کی اجازت ملتے ہی مچھلی نے کھانا شروع کر دیا اور جتنا بھی کھانا تیار تھا تمام کھا گئی۔ پھر بولی۔ ''یا حضرت! ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا۔''

''اے مچھلی! تو تمام مخلوقات کا کھانا اکیلی کھا گئی ہے اور ابھی بھی تیرا پیٹ نہیں بھرا؟'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ تو میرا صرف ایک ہی نوالا تھا حضرت!'' مچھلی نے جواباً کہا۔ ''میں تو روزانہ ایسے تین نوالے کھاتی ہوں۔''

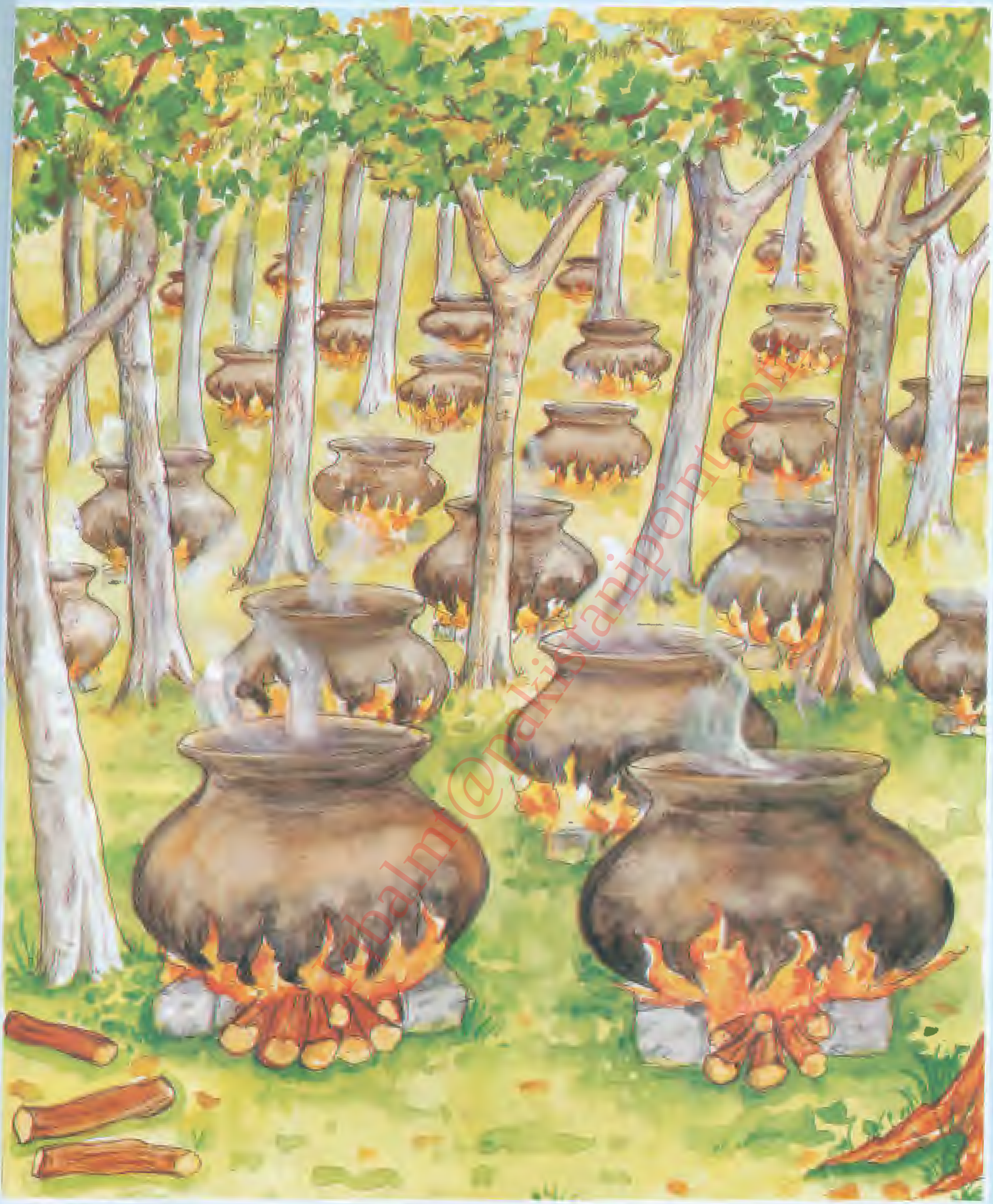
پھر مچھلی نے شکوہ کیا۔ ''حضرت! اگر آپ کے پاس دعوت کا پورا سامان نہیں تھا تو آپ نے تمام مخلوقات خدا کی دعوت کرنے کا اعلان کیوں کیا؟''

یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام فوراً اللہ کے حضور جھک گئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ تمام مخلوقات کی دعوت کرنے کی ان کی آرزو محض خواب تھی کیونکہ تمام مخلوق کو روزی دینا صرف تیرا ہی کام ہے۔

ملکہ بلقیس اور ہُد ہُد

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وضو کا پانی لانے پر ایک پرندہ ہُد ہُد مامور تھا۔ ہُد ہُد دربار سلیمانی کا خاص خدمت گار تھا اور وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وضو کے لیے جنگل میں جہاں کہیں پانی ہوتا تلاش کر کے لاتا تھا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے رعایا بڑے ادب سے دست بستہ کھڑی تھی۔ دربار میں مکمل خاموشی تھی۔ جن و پری، چرند و پرند میں سے کسی کی جرأت نہ تھی کہ وہ منہ سے ذرا بھی آواز نکالیں۔ اچانک حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

''میں اپنے سامنے ہد ہد کو موجود نہیں پا رہا۔ کیا پرندوں کی کثرت کے سبب وہ مجھے نظر نہیں آ رہا یا دربار سے غیر



حاضر ہے؟''

سب نے ادھر ادھر دیکھا مگر ہد ہد نہ دکھائی دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔ ''معلوم ہوتا ہے ہد ہد دربار سے غیر حاضر ہے۔ میں اسے اس کوتاہی کی سخت سزا دوں گا بلکہ ذبح کر ڈالوں گا جب تک کہ وہ اپنی غیر حاضری کا کوئی معقول جواز پیش نہ کرے۔''

ان کے لہجے میں سختی محسوس کر کے ہر طرف سراسیمگی پھیل گئی اور سب کو ہد ہد کے متعلق تشویش ہونے لگی۔

ہد ہد کا خیال تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وضو کے وقت تک دربار پہنچ جائے گا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ آج میں بلند پرواز کر کے دنیا کا نظارہ کروں۔ چنانچہ اس نے اونچی اڑان کی اور اسے ملکہ سبا بلقیس کا باغ دکھائی دیا۔ وہ باغ میں اترا تو وہاں اپنے ایک ہم جنس کو پایا۔ ہم جنس ہد ہد نے ہد ہد سلیمانی سے پوچھا۔ ''تم کہاں سے آئے ہو؟''

''میں ملک شام سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے آیا ہوں۔'' ہد ہد سلیمانی نے بتایا۔

''حضرت سلیمان علیہ السلام کون ہیں؟'' ہم جنس ہد ہد نے سوال کیا۔

ہد ہد سلیمانی نے جواب دیا۔ ''وہ اللہ کے پیغمبر اور تمام انسانوں، جنوں اور شیاطین کے بادشاہ ہیں، تمام چرند پرندان کے مطیع اور تابع فرمان ہیں۔ لیکن تم کہاں کے رہنے والے ہو...؟''

وہ ہد ہد بولا۔ ''میں اسی شہر کا باسی ہوں۔ اس ملک پر ملکہ بلقیس حکمران ہے۔ اگرچہ تمہارے بادشاہ کا ملک بہت بڑا ہے لیکن ہماری شہزادی بھی یمن کی ملکہ ہے۔ اگر تم چاہو تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اپنے ملک کی سیر کراؤں۔''

ہد ہد سلیمانی نے تیزی سے کہا۔ ''نہیں، نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں نماز کا وقت نہ گزر جائے۔ کیونکہ وضو کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام مجھے یاد کریں گے اور اگر اس وقت میں ان کے پاس موجود نہ ہوا تو وہ مجھ پر خفا ہوں گے۔''

بلقیس کے ہد ہد نے کہا۔ ''اگر تم میرے ملک کا کوئی تحفہ ان کی خدمت میں لے جاؤ گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ناراض نہیں ہوں گے۔''



اس وجہ کو معقول سمجھ کر ہد ہد سلیمانی اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے ملک سبا (یمن) کی خوب سیر کی اور نماز عصر کے وقت دربار سلیمانی میں واپس پہنچ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے دیکھ کر قدرے غصّے سے پوچھا۔ ''اے ہد ہد! تو کہاں غائب ہو گیا تھا؟''

ہد ہد نے سر جھکا کر التجا کی۔ ''حضرت ! بے شک میں قصور وار ہوں۔ لیکن اپنے قصور کی آپ سے معافی چاہتا ہوں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے معاف کرتے ہوئے دیر سے آنے کا سبب پوچھا۔ ہد ہد کہنے لگا۔

''حضور! میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا اب تک حضور کو شاید علم نہ ہو۔ میں ملک سبا کی ایک خاص خبر لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ملک سبا پر ایک عورت حکمرانی کر رہی ہے جسے ملکہ بلقیس کہتے ہیں۔ وہ تیس گز لمبے چوڑے اور جواہرات سے مرصع تخت پر بیٹھتی ہے جو سرخ رنگ کا ہے۔ اس تخت احمر کے پائے یاقوت اور زبرجد سے بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو زندگی کی ہر آسائش اور نعمت سے مالا مال کیا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منکر ہیں۔ ملکہ بلقیس اور اس کی رعایا اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کی پوجا کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نگاہوں میں اچھائی کا لباس پہنا دیا ہے اور پوری قوم گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہے۔''

ملک سبا اور ملکہ بلقیس کا حال سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد سے کہا۔ ''ہم ابھی تمہاری سچائی کا امتحان لیتے ہیں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے نام ایک خط تحریر کر کے ہد ہد کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ وہ ملکہ بلقیس کو یہ خط پہنچا آئے۔ خط لے کر ہد ہد اُڑتا ہوا ملکہ بلقیس کے محل پہنچا۔ ملکہ اس وقت اپنی خوابگاہ میں سو رہی تھی۔ ہد ہد روشندان کے راستے کمرے میں داخل ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملکہ کے سینے پر رکھ کر واپس باہر نکل گیا۔ ملکہ کی آنکھ کھلی تو خط دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ پھر خط پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر دیکھ کر اس نے خط کھولا اور پڑھنے لگی۔ خط میں یہ لکھا تھا۔

''اپنی طاقت اور قوت پر ہرگز اتنا ناز اور تکبر نہیں کرنا چاہیے بلکہ خداوند و برتر کے حضور جھک جانا چاہیے۔ اسی کی



رضا کو اپنا نصب العین اور اس کے احکام کی پابندی کو اپنا شیوہ بنانا چاہیے۔''

خط پڑھ کر ملکہ بلقیس نے اپنے درباریوں کو طلب کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ درباریوں نے بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بہت طاقتور اور جلیل القدر بادشاہ ہیں جو خود کو پیغمبر کہتے ہیں اور لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے ہیں۔

یہ سن کر ملکہ نے درباریوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے بارے میں بتایا اور انہیں خط کی عبارت سنا کر ان سے مشورہ مانگا کہ اس خط کا کیا جواب دیا جائے۔ درباریوں میں سے چند بڑے ارکان حکومت نے کہا۔

''ہمیں حضرت سلیمان علیہ السلام سے خوف نہیں کھانا چاہیے کیونکہ ہمارے پاس بے حساب جنگی ساز وسامان ہے۔ اگر انہوں نے ہمارے ملک پر حملہ کیا تو ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ اس کے باوجود آپ جو بھی مناسب سمجھیں فیصلہ کریں، ہم اس کی تعمیل کریں گے۔''

ملکہ بلقیس نے درباریوں کی تجویز سن کر کہا۔ ''بے شک ہم طاقت ور ہیں لیکن کسی معاملے کا حل یہ نہیں کہ فوراً جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ چند قاصدوں کو بیش قیمت تحائف دے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا جائے۔ اس بہانے قاصد ان کی شوکت وعظمت کا بھی بخوبی اندازہ لگا آئیں گے اور یہ بھی پتا چل جائے گا کہ وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اگر وہ واقعی زبردست قوت وطاقت والے بادشاہ ہوئے تو ان سے جنگ کرنا بے سود ہوگا۔''

تمام درباریوں نے ملکہ کی رائے پر اتفاق کا اظہار کیا۔ تب ملکہ نے بیش قیمت تحائف کے ساتھ چند ایلچی دربار سلیمانی میں روانہ کیے۔

یہ ایلچی جب دربار میں پہنچے اور انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تحائف پیش کیے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تحائف دیکھ کر ایلچیوں سے فرمایا۔

''تم جن قیمتی اشیاء سے مجھے بہلانے آئے ہو ان سے زیادہ قیمتی اشیاء میرے اللہ نے مجھے عطا کر رکھی ہیں۔ میرے نزدیک تمہارے ان تحائف کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں ہے۔ ملک وحکومت اور مال ودولت میرا نصب العین نہیں ہے۔ میں تو کلمہ حق بلند کرنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ تمام لوگ احکامات الٰہی کے پابند

فتوجاتِ ئیں لانبیاء یہ تحائف واپس لے جاؤ اور اپنی ملکہ سے جا کر کہو کہ اگر اس نے میرے نصب العین کرنے کی کوشش کی تو میں ایک عظیم الشان لشکر کے ہمراہ آ کر اس کے محل کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔"

ایلچیوں نے واپس جا کر ملکہ بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے جواب سے مطلع کیا اور ان کی شان و شوکت کا نقشہ بیان کیا۔ تب ملکہ بلقیس فکر مند ہوگئی اور ایک بڑے وفد کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ اپنے عظیم الشان تخت پر سفر کر رہی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ بلقیس کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے درباریوں سے پوچھا۔ "تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو ملکہ بلقیس کے تخت کو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے لے آئے؟"

"حضور! دربار کا وقت ختم ہونے تک میں بلقیس کا تخت یہاں لاسکتا ہوں۔" ایک جن نے ادب سے کہا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ "نہیں۔ یہ تو بہت وقت ہے۔ میں اس سے بہت پہلے یہاں ملکہ کا تخت دیکھنا چاہتا ہوں۔"

تمام درباری خاموش رہے۔ آخر وزیر اعظم برخیا نے کہا۔ "حضور! اگر اجازت ہو تو میں چشم زدن میں ملکہ کا تخت لاسکتا ہوں۔"

آپ نے وزیر اعظم برخیا کو اجازت دی اور وہ پلک جھپکنے کی دیر میں ملکہ بلقیس کا تخت وہاں لے آیا۔ آپ نے ملکہ کا خیر مقدم کیا اور اس کے آرام و آسائش کا سامان مہیا کیا۔ ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوئی اور آپ پر ایمان لے آئی۔ پھر آپ سے اجازت لے کر واپس اپنے ملک چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیغمبری اور بادشاہی عطا فرماتا ہے تو اسے آزمائشوں میں بھی ڈالتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف آزمائشوں میں ڈالا جن میں آپ ثابت قدم اور کامیاب رہے۔

ادھورا بیٹا

آپ کی ایک ہزار بیویاں تھیں لیکن صرف ایک بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اللہ کی قدرت سے اس لڑکے کا صرف ایک کان، ایک آنکھ اور ایک ہاتھ تھا۔ اس کا ہر عضو بدن نصف معلوم ہوتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے دکھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کی صحت اور تکمیل بدن کی دعا کی۔ ان کی دعا منظور ہوئی اور لڑکے کے تمام اعضا مکمل ہو گئے۔ اب اس کا جسم عام انسانوں کی طرح مکمل تھا۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے انتہائی محبت تھی۔ ایک دن آپ نے ارادہ کیا کہ تعلیم و تربیت کے لیے اسے کسی اچھے استاد کے حوالے کیا جائے۔ جنات کو آپ کے ارادے کا علم ہوا تو ایک جن نے آپ سے کہا۔

''حضور! لڑکا میرے حوالے کر دیں، میں اسے اچھی طرح پڑھاؤں گا۔''

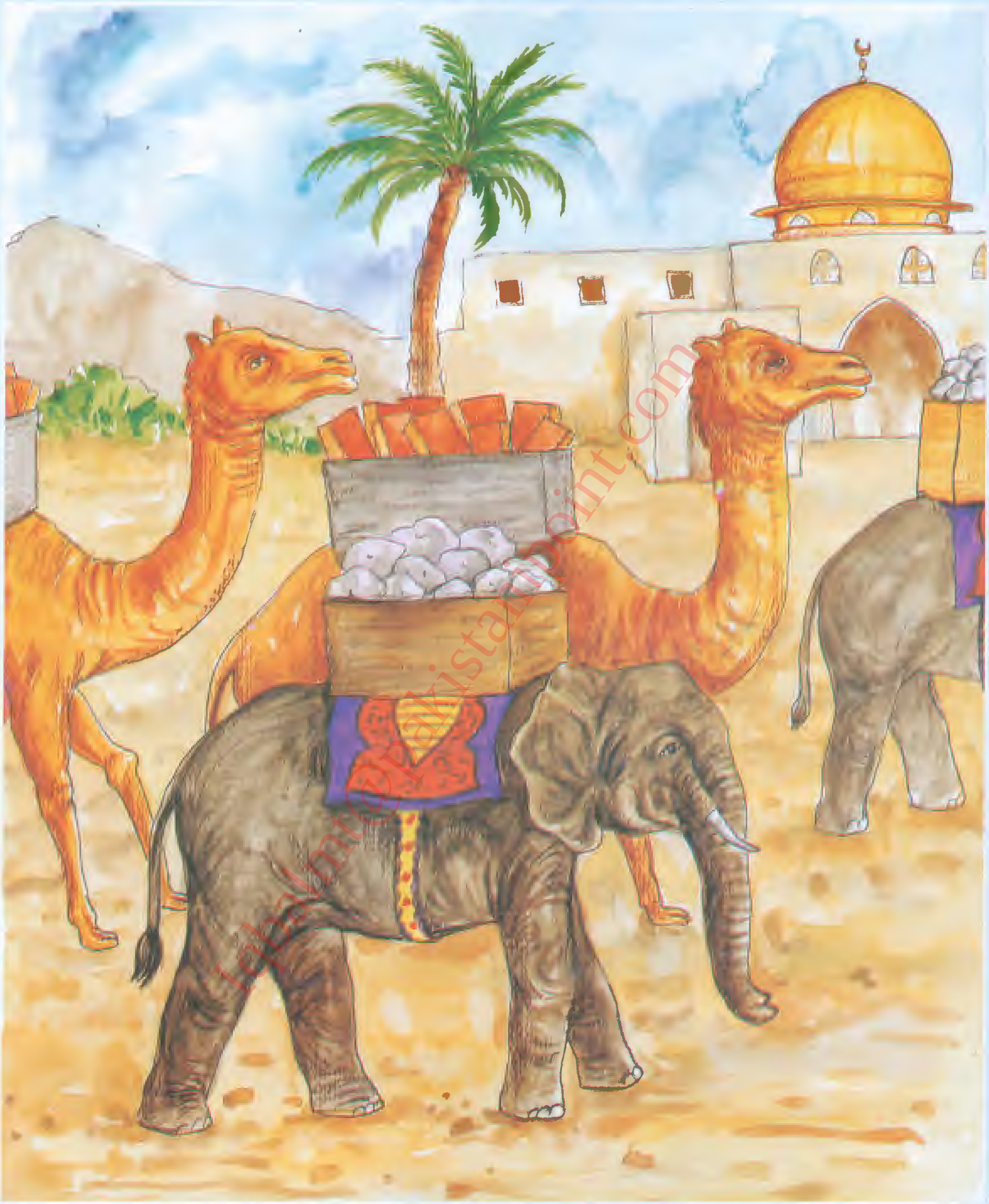
آپ نے اپنے بیٹے کو اس جن کے حوالے کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ فیصلہ پسند نہ آیا اور ملک الموت کو حکم ہوا کہ لڑکے کو مار کر سلیمان علیہ السلام کے تخت پر ڈال۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیٹے کے مرنے کا بہت دکھ ہوا۔ لیکن اسے اللہ کی رضا مان کر آپ نے صبر کیا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت سلیمان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے دور حکومت میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام چاہتے تھے کہ اس مرکز پر ایک ایسی عالی شان عبادت گاہ تعمیر کی جائے جو مسلمانوں کے لیے مقدس ترین اہمیت کی حامل ہو، لیکن حضرت داؤد علیہ السلام اپنی اس خواہش کو اپنے ہاتھوں پورا نہ کر سکے اور بیت المقدس کی دیواریں قد آدم تک بلند کر کے چھوڑ دی تھیں۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ہی مکمل ہوئی۔ آپ نے اپنی تخت نشینی کے اڑھائی سال بعد یروشلم میں اس مقدس عمارت کی تعمیر شروع کی جو مسلمانوں کا قبلہ اول تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں اور جنوں کو عمارت جلد سے جلد بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک لاکھ سنگ تراش اس کی تعمیر میں لگ گئے۔ تیس ہزار افراد پہاڑوں سے پتھر تراشتے، ستر ہزار ہاتھی اور اونٹ ان پتھروں کو اٹھا کر لاتے جبکہ دیو اور جنات کانوں سے لعل، یاقوت، فیروزہ، زبرجد، سونا اور چاندی وغیرہ لاتے۔ اس مسجد کی لمبائی 784 گز اور چوڑائی 455 گز تھی۔ مسجد میں 684 ستون تھے اور چار ہزار قندیلیں روشن ہوا کرتی تھیں۔ اس کی صفائی پر سات سو صفائی کرنے والے مامور تھے۔

مسجد کے صحن میں ایک ہشت پہلو مقام ''قبۃ الصخرہ'' کے نام سے ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم ظاہر ہیں۔ اس مسجد کی تمام زمین میں ایک ہاتھ بھی ایسی جگہ نہیں ہے جس پر کسی پیغمبر نے نماز نہ پڑھی ہو یا کسی فرشتے نے قیام نہ کیا ہو۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو مسجد کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی۔



''یا باری اللہ تعالیٰ !اس وقت بیت المقدس کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی۔ میرے انتقال کو جنات سے پوشیدہ رکھا جائے تا کہ بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو سکے۔'' آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ جنات نے شیشے کے محل میں حضرت سلیمان کے لیے ایک معبد تیار کیا تھا اور آپ اکثر یہیں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ اس میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا کے سہارے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران ان کے جسم سے روح پرواز کر گئی۔ مگر چونکہ ان کا بہت رعب و دبدبہ تھا اور اکثر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اس لیے جنات کو آپ کے انتقال کی خبر نہ ہوئی اور وہ آپ کو زندہ سمجھ کر کام کرتے رہے۔ ایک طویل عرصہ تک ان کا جسم عصا کے سہارے کھڑا رہا۔ آخر جب دیمک نے عصا کو کھالیا تو عصا ٹوٹ گیا اور آپ کا جسم زمین پر گر پڑا۔ اس وقت جنات کو معلوم ہوا کہ آپ کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ حکم الٰہی سے ہوا تخت سلیمانی کو اڑا کر لے گئی۔ لیکن اس وقت تک بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس میں ہی دفن کیا گیا ہے۔

عدلِ سلیمانی

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ ہے۔ دو عورتیں کہیں جا رہی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کا ایک ایک بیٹا بھی تھا۔ راستے میں اچانک بھیڑیے نے ان پر حملہ کیا اور ایک کا بیٹا چھین کر لے گیا۔ دونوں عورتیں دوسرے بیٹے کے بارے میں جھگڑا کرنے لگیں جو بچ گیا تھا۔ بڑی عورت نے چھوٹی عورت سے کہا۔ ''بھیڑیا تیرا بیٹا لے گیا ہے۔''

''نہیں۔ بھیڑیا تیرا بیٹا لے گیا ہے۔'' چھوٹی نے کہا۔

پھر وہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں تو آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا (یعنی زندہ لڑکا بڑی عورت کا ہے اور بھیڑیا چھوٹی عورت کے بیٹے کو لے گیا) پھر وہ عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔

''میرے پاس چھری لاؤ۔ میں اس (زندہ لڑکے) کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دیتا ہوں۔''

یہ سن کر چھوٹی عورت نے کہا۔ ''اللہ تم پر رحم فرمائے۔ یہ اس (بڑی) کا بیٹا ہے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (بخاری)

چھوٹی عورت نے لڑکے کے ٹکڑے کرنا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ وہ اسی کا لڑکا تھا اور سگی ماں ہی اپنے بیٹے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعریف کی کہ اللہ نے اسے فیصلے کا الہام کیا تھا۔

❖ اسی زمانے میں ایک قوم کی بھیڑیں دوسری قوم کی انگوروں کی بیلیں کھا گئیں۔ بھیڑوں اور انگوروں کے مالک فیصلہ کرانے کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے فیصلہ دیا کہ انگوروں کے مالک کو اس کے انگوروں کی قیمت ادا کر دی جائے۔ وہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاں سے نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دونوں سے پوچھا کہ اللہ کے نبی نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ ان دونوں نے بتایا کہ یوں فیصلہ کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارا معاملہ میرے پاس آتا تو میں فیصلہ کرتا کہ بھیڑیں انگوروں کے مالک کے سپرد کر دی جائیں، وہ بھیڑوں کے دودھ اور پیدا ہونے والے بچوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ حتیٰ کہ بھیڑوں کے مالک ان کی بیلوں کی اصلاح کریں اور پہلی حالت تک بیلیں تیار کر کے ان کے سپرد کریں۔ پھر اپنی بھیڑیں واپس لے لیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا اور پہلا فیصلہ ختم کر دیا۔

❖ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر مکمل کی تو انہوں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا۔ اللہ نے انہیں دو چیزوں دے دیں اور تیسری کے بارے میں ہمیں اُمید ہے کہ وہ ہمارے لیے ہوگی۔ سلیمان علیہ السلام نے ایک سوال یہ کیا تھا کہ میرا فیصلہ اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو۔ اللہ نے انہیں یہ عنایت کر دیا۔ دوسرا سوال کیا کہ مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ اللہ نے یہ دُعا بھی قبول فرمالی۔ تیسرا سوال انہوں نے یہ کیا کہ کوئی اپنے گھر سے صرف اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک صاف ہو جائے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ یہ چیز اللہ نے ہمیں عطا کی ہے۔'' (رواہ النسائی)



انگوروں کی بیلیں چرنے کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فیصلے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام اوران کے باپ داؤد علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اور داؤد اور سلیمان (کو یاد کرو) جب وہ کھیتی کے متعلق فیصلہ کر رہے تھے جب قوم کی بکریاں اس میں چر گئیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت حاضر تھے۔پس ہم نے وہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو (داؤد اور سلیمان) ہم نے حکمت اور علم سے نوازا۔'' (سورۃ الانبیاء۔آیت 78 تا 79)

آپ کی وفات

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام نے موت کے فرشتے سے کہا کہ جب تجھے میرے بارے میں فوت کرنے کا حکم ہوتو مجھے اطلاع کرنا۔وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہا۔اے سلیمان علیہ السلام! مجھے آپ کے متعلق حکم مل چکا ہے اور آپ کی تھوڑی سی زندگی باقی ہے۔آپ نے شیاطین کو بلایا جنہوں نے آپ کے لیے شیشے کا ایک محل تعمیر کیا۔اس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔آپ وہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگ گئے اور اپنی لاٹھی سے ٹیک لگالی۔پھر ملک الموت اندر آیا اور آپ کی روح قبض کر لی۔آپ 52 سال زندہ رہے اور آپ نے چالیس سال حکومت کی۔آپ کے بعد آپ کے بیٹے رجعام نے سترہ سال حکومت کی۔اس کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔(ابن جریرؒ)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
طوطی	ایک خوش آواز پرندہ	عنان	لگام۔باگ
ہفت اقلیم	سات ملک۔کل دنیا	انصاف پرور	انصاف کرنے والا

چرند پرند	جانور اور پرندے	خوشہ	گچھا
مخلوقات	مخلوق کی جمع	زنبیل	جھولی۔تھیلا
افطار	روزہ کھولنا	مرصع	جڑا ہوا۔آراستہ
طاؤس	مور	معلق ہونا	بلندی پر ٹھہرنا
محراب	وہ جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔		
تابع	مطیع۔ماتحت	گوسفند	بھیڑ۔بکری۔دنبہ۔بکرا
لنگر خانہ	طعام گھر	حشم	نوکر چاکر۔خدمت گار
نیست و نابود کرنا	تباہ برباد کرنا	حفظ ماتقدم	احتیاطاً
ٹاپوں تلے	قدموں کے نیچے	تکلف	تکلیف گوارا کرنا۔بناوٹ
سلامتی	امن	مناجات کرنا	دعائیں مانگنا
مغفرت کرنا	بخشنا	حسد کرنا	بغض رکھنا۔جلنا۔عداوت کرنا
رعیت	رعایا	ضعیفہ	بوڑھی
مسکین	غریب	بار اٹھانا	ذمہ دار بننا
لگن	حوض	بڑائی	تعریف۔بڑاپن
مسخر کرنا	مطیع کرنا	تاثیر	اثر
اسم اعظم	اللہ کا بڑا نام	شوہر	خاوند۔میاں
غیر محرم	غیر مرد	تدبیر	ترکیب

غائب ہونا	پوشیدہ ہونا۔اوجھل ہونا	امتحان میں پورااترنا	کامیاب ہونا
مخلوق الٰہی	اللہ کی مخلوق	مراد	غرض۔مطلب۔مقصد۔حاجت
اصرار کرنا	ضد کرنا۔بار بار کہنا	اہتمام	انتظام
خوردنی	کھانے والی	نوالا	لقمہ
مامور	مقرر۔متعین	سنگ خارا	سخت پتھر
اعلان کرنا	منادی کرنا	روزی	رزق
خواب	خیال	محض	صرف
جواز	وجہ	کوتاہی	غفلت۔غلطی
سراسیمگی	خوف وہراس	باسی	رہنے والا۔باشندہ
تشویش	فکر	ہم جنس	ایک ہی جنس کے
اڑان	پرواز	شیاطین	شیطان کی جمع
معقول	مناسب۔موزوں	قصوروار	خطاکار۔مجرم
سبب	وجہ	آسائش	سہولت
مالامال کرنا	مال دینا۔بہت دینا	برے اعمال	گناہ۔برے کام
امتحان لینا	آزمانا	ناز	فخر
شیوہ	طریق۔طور	نصب العین	زندگی کا مقصد
جلیل القدر	عالی مرتبہ	خوف کھانا	خوفزدہ ہونا۔ڈرنا

جلیل القدر	عالی مرتبہ	خوف کھانا	خوفزدہ ہونا۔ڈرنا
بے حساب	بے شمار۔حساب کے بغیر	تعمیل	عمل کرنا
شوکت	شان	عظمت	برتری۔بڑائی
پارہ پارہ	ٹکڑے ٹکڑے	بیش قیمت	بہت قیمتی
اینٹ سے اینٹ بجانا	تباہ کرنا	دکھ کے ساتھ	رنجیدگی سے
ڈٹ کر	جم کر۔سختی سے	قاصد	ایلچی۔پیغام بر
آسائش	سہولت۔آسودگی	ثابت قدم رہنا	جمے رہنا
نصف	آدھا	حسن اخلاق	اچھے اخلاق
خیر مقدم	استقبال	تکمیل بدن	بدن کا مکمل ہونا
اللہ کی رضا	اللہ کی مرضی۔اللہ کی رضامندی	قدآدم	انسانی قد۔آدمی کا قد
مقدس	عزت والا۔حرمت والا	اہمیت	حیثیت
تخت نشینی	تخت پر بیٹھنا۔بادشاہ بننا	فراش	صفائی کرنے والے
عصا	لاٹھی	رعب ودبدبہ	جاہ وجلال
روح پرواز کرنا	بدن سے روح کا نکل جانا	گوارا کرنا	قبول کرنا۔پسند کرنا
الہام	جو بات اللہ دل میں ڈال دے	سپرد کرنا	حوالے کرنا
عنایت کرنا	عطا کرنا	چرنا	کھانا
کھیتی	فصل	روح قبض کرنا	روح نکالنا۔بے جان کرنا

حضرت ذُوالکفل علیہ السلام

بنی اسرائیل میں اللہ کا ایک ایسا نیک بندہ گزرا ہے جس کی بادشاہ وقت بڑی عزت وقدر کرتا تھا۔ لیکن وہ بادشاہ اس نیک بندے کی قوم بنی اسرائیل کو پسند نہیں کرتا تھا۔آخر اس نے ایک بار بنی اسرائیل پر چڑھائی کی اور اس کے نتیجے میں بہت سے علماء وغیرہ کو قید کرلیا۔اس کا ارادہ یہ تھا کہ تمام قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔لیکن اس موقع پر بنی اسرائیل کا وہ نیک بزرگ بادشاہ کے پاس پہنچا اور بادشاہ سے کہا۔

''اے حاکم وقت !اگر تو مجھے اچھا جانتا ہے اور دوست رکھتا ہے تو پھر میری قوم کے ان علماء اور دینی ہستیوں کو چھوڑ دے جنہیں تو موت کی سزا دینا چاہتا ہے۔تو ان لوگوں کو میرے حوالے کردے۔ کیونکہ یہ بے گناہ ہیں اور میں ان کا ضامن ہوں۔جس وقت ان کا مقدمہ پیش ہوگا تو ان کی جگہ میں خود عدالت میں حاضری دوں گا۔''

تب بادشاہ نے ان قیدیوں کو اس اللہ کے نیک بندے کے حوالے کردیا جس نے قیدیوں کی بیڑیاں کاٹ کرانہیں رہا کردیا۔اس دن سے یہودیوں نے اس نیک بندے کا نام ذی الکفل یا ذوالکفل رکھ دیا۔

حضرت ذوالکفل اللہ کے نبی تھے۔قرآن مجید میں اکثر جگہوں پر آپ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے بعد قرآن حکیم میں فرمایا۔

ترجمہ: ''اور (ہم نے) اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کو (مبعوث) کیا۔ وہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً وہ نیکوں میں سے تھے۔''

(سورۃ الانبیاء۔ آیت 85 تا 86)

اسی طرح سورۂ ص میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے بعد فرمایا۔

ترجمہ: ''اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کو یاد کرو جو قوت والے اور سمجھ دار تھے اور ہم نے ان کو خالص چیز کے لیے خاص کیا تھا اور وہ آخرت کی یاد ہے۔ اور وہ یقیناً ہمارے نزدیک بہترین پسندیدہ لوگوں میں سے تھے۔ اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل (علیہ السلام) کو یاد کرو اور وہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے۔'' (سورۃ ص۔ آیت 45 تا 48)

اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انبیا علیہم السلام کے ساتھ حضرت ذوالکفل کا تذکرہ کر کے ان کی تعریف و توصیف کی ہے جس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی اللہ تھے اور یہی بات مشہور ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے معاملات نمٹائے اور ان کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے کی ذمہ داری اٹھائی اور ایسا کیا بھی۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام ذوالکفل (کفالت کرنے والا۔ ذمہ داری اٹھانے والا) پڑ گیا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت الیسع علیہ السلام ضعیف اور کمزور ہو گئے تو سوچنے لگے کہ میں ایک آدمی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بناؤں تا کہ مجھے پتا چل جائے کہ وہ کیسے ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ اس مقصد



کے لیے انھوں نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا۔ ''جو آدمی مجھ سے تین چیزیں قبول کرے گا میں اسے اپنا خلیفہ بنادوں گا۔ وہ روزہ رکھے۔ رات کو قیام کرے اور غصے میں نہ آئے۔''

مجمع میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا جس کو لوگوں کی نگاہیں حقیر سمجھ رہی تھیں۔ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا اور کسی پر ناراض نہیں ہوتا؟ اس آدمی نے کہا نہیں۔

اس دن آپ نے اس کو واپس بھیج دیا۔ اگلے دن آپ نے پھر وہی سوال کیا تو سب لوگ خاموش رہے صرف وہی شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں حاضر ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسے خلیفہ نامزد کر دیا۔ اس شخص کا نام حضرت ذوالکفل تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن ابلیس نے اپنے کارندوں کو کہا کہ فلاں شخص کو گمراہ کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگو۔ لیکن کارندے اس شخص کو گمراہ کرنے میں ناکام رہے۔ تب ابلیس نے ان سے کہا کہ تم چھوڑو، میں یہ کام خود کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس آدمی کے پاس بوڑھے فقیر کی شکل وصورت میں آیا اور اس وقت آیا جب وہ نیک شخص دوپہر کا آرام کرنے کے لیے بستر پر آئے۔ آپ دن اور رات میں صرف اسی وقت آرام کرتے تھے۔

ابلیس نے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا۔ ''کون ہے؟'' ابلیس کہنے لگا۔ ''میں بوڑھا مظلوم ہوں۔'' آپ اٹھے اور دروازہ کھولا تو وہ بوڑھا ابلیس اپنا واقعہ بیان کرنے لگا۔ اس نے کہا۔

''میرے اور میری قوم کے درمیان جھگڑا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور یوں کیا ہے۔'' ابلیس اپنی بات لمبی کرتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ شام کا وقت ہو گیا اور آرام کا وقت گزر گیا۔ آپ نے اس سے

فرمایا، میں شام کو بیٹھوں گا اور آپ کو آپ کا حق دلاؤں گا۔اس کے بعد بوڑھا ابلیس چلا گیا۔

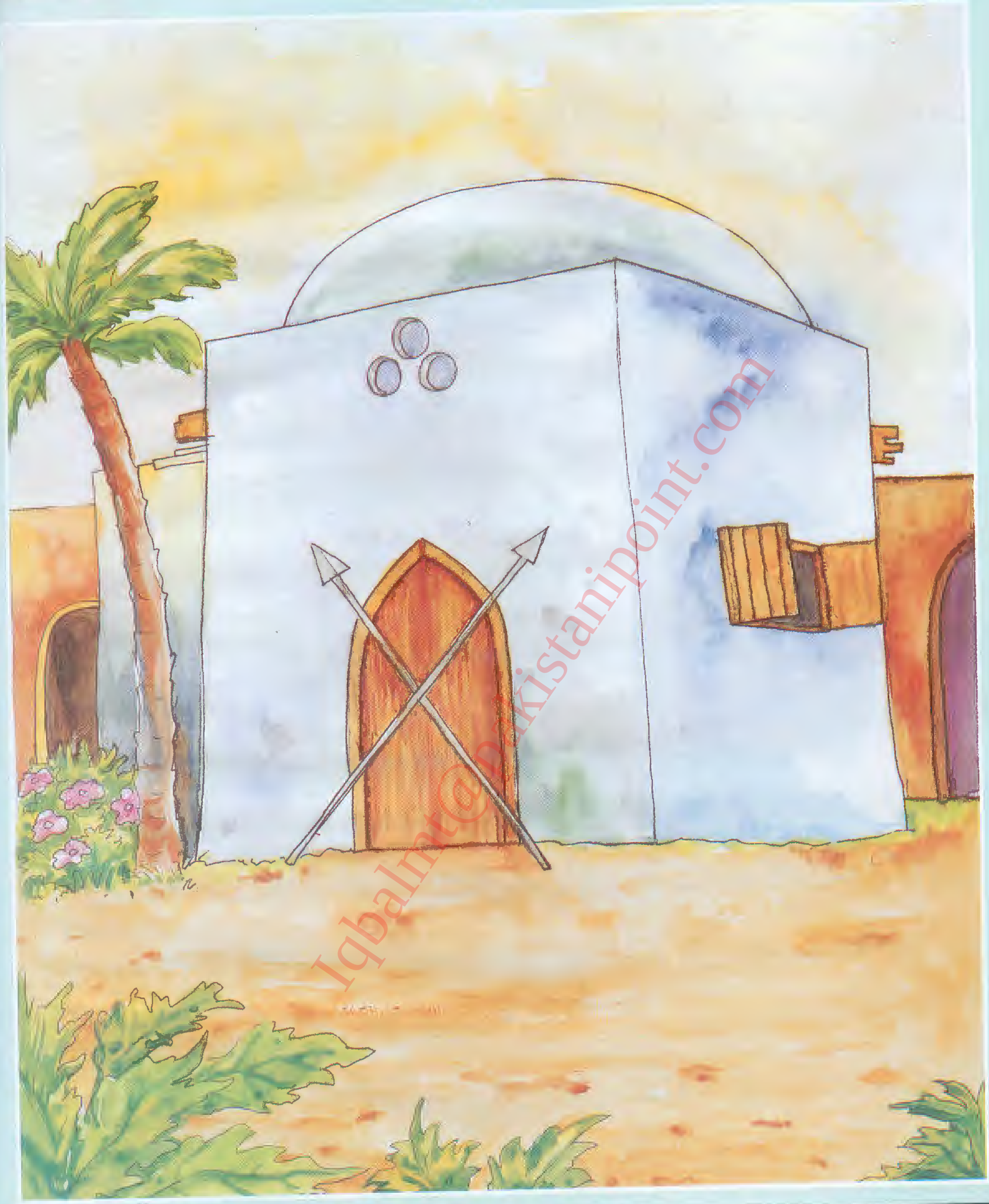
آپ مجلس میں گئے تو اس بوڑھے کو دیکھتے رہے لیکن وہ نظر نہ آیا۔ اگلے دن صبح آپ مجلس میں بیٹھے لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے رہے اور اس بوڑھے کا انتظار کیا لیکن وہ صبح بھی وہاں نہ آیا۔ جب عین دوپہر کے آرام کا وقت ہوا اور آپ آرام کرنے کمرے میں آئے تو ابلیس بوڑھے کی شکل میں آیا اور دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا۔ ''کون ہے؟'' اس نے کہا۔ ''میں بوڑھا مظلوم ہوں۔'' آپ نے دروازہ کھول دیا اور اس سے کہا۔ ''کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میں مجلس میں بیٹھوں گا تو وہاں آنا۔''

بوڑھے نے کہا۔ ''وہ (میری قوم) بہت گندے لوگ ہیں۔ جب ان کو پتا چلا کہ آپ نے مجلس میں فیصلے کے لیے بیٹھنا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو آپ کا حق دیتے ہیں۔ جب آپ مجلس میں چلے گئے تو انہوں نے پھر انکار کر دیا۔''

آپ نے بوڑھے سے فرمایا۔ ''جب شام ہو تو میرے پاس مجلس میں آنا۔''

اس طرح دوسرے دن بھی دوپہر کے آرام کا وقت جاتا رہا اور آپ آرام نہ کر سکے۔ آپ شام کو مجلس میں گئے اور بوڑھے کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نہ آیا۔ اب آپ پر نیند غالب آ رہی تھی کیونکہ آپ نے دو دن سے آرام نہیں کیا تھا۔ آپ نے اپنے اہل خانہ سے کہا۔ ''دروازے کے قریب کسی کو نہ آنے دینا تا کہ میں آرام کر سکوں، کیونکہ نیند ستا رہی ہے۔''

لیکن ابلیس بوڑھے کی شکل میں پھر آ گیا۔ دربان نے اس سے کہا۔ ''پیچھے ہو جاؤ۔'' بوڑھے نے کہا کہ میں کل آیا تھا اور میں نے اپنے معاملے کا ذکر کیا تھا۔



دربان نے کہا۔ ''اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی کو دروازے کے قریب نہیں آنے دینا۔''

جب بوڑھا اس طرف سے عاجز آ گیا تو اس نے گھر کی چھوٹی کھڑکی دیکھی۔ وہ اس کھڑکی سے اندر گیا اور اس نے اندر کے دروازے پر دستک دی۔ آپ بیدار ہوئے اور آپ نے دربان سے کہا۔ ''کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ کوئی شخص اندر نہ آئے۔''

دربان نے کہا۔ ''جناب! یہ میری جانب سے داخل نہیں ہوا۔ آپ جائزہ لے لیں کہ یہ کہاں سے اندر آیا ہے۔''

آپ کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ دروازہ تو اسی طرح بند ہے جیسے انھوں نے بند کیا تھا، لیکن بوڑھا آدمی پھر بھی گھر میں موجود ہے۔ آپ سمجھ گئے۔ آپ نے اس سے کہا۔ ''تو اللہ کا دشمن ہے؟''

ابلیس بوڑھے نے کہا۔ ''ہاں۔ میں نے آپ کو غضبناک کرنے اور غصہ دلانے کی ہر طرح کوشش کی لیکن میں ناکام رہا۔''

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے اور آپ ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس تک قید میں رہے۔ آپ کے مقام وفات اور دور کے بارے میں کتب میں زیادہ تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

حضرت حزقیل علیہ السلام

ملک شام میں واسط کی جانب ''داوردان'' نام کی ایک بستی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے طاعون کی وبا پھیل گئی۔ وہاں کے رہنے والے زیادہ تر لوگ وہاں سے بھاگے اور وہاں سے نکل کر ایک دوسرے علاقے میں جا کر رہائش پذیر ہو گئے۔ بستی میں باقی رہ جانے والے لوگ طاعون کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اور بھاگنے والے لوگ موت سے محفوظ رہے۔ جب طاعون کی وبا ختم ہوئی تو بھاگ جانے والے واپس اپنے گھروں میں آ گئے۔ بستی میں کچھ بچے کھچے لوگ موجود تھے۔ انہوں نے واپس آ جانے والوں کو دیکھ کر کہا۔

''یہ تو ہم سے زیادہ سمجھ دار اور عقلمند ثابت ہوئے۔ اگر ہم بھی ان کی طرح بستی چھوڑ دیتے تو ہمارے عزیز و اقارب محفوظ رہتے۔'' پھر انہوں نے کہا۔ ''اگر طاعون کی بیماری دوبارہ پھیلی تو ہم بھی ان کے ساتھ نکل جائیں گے۔''

قدرتِ خدا سے ایسا ہوا کہ آئندہ سال پھر طاعون کی وبا پھیل گئی۔ اس بار تیس ہزار سے زیادہ تعداد میں لوگ گھروں سے نکلے اور ایک کھلی وادی یا چٹیل میدان میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ پھر اللہ کے ایک فرشتے نے وادی کے نچلے حصے سے اور ایک نے اوپر والے حصے سے ان لوگوں کو آواز دی کہ مر جاؤ۔ اس آواز پر وہ سب کے سب مر گئے اور ان کے بے روح جسم میدان میں پڑے رہے۔

قرآن حکیم کی سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں (کے انجام) کی طرف نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تو اللہ نے ان کو فرمایا: مر جاؤ۔ پھر اس نے ان کو زندہ کیا۔ یقیناً اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔'' (آیت 243)

وہ لوگ مر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بے روح جسموں کو درندوں سے محفوظ رکھا۔ کئی زمانے گزر گئے۔ آخر ایک اللہ کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب آپ نے ان لوگوں کے بے جان جسم دیکھے تو حیرت سے منہ میں انگلیاں دبا کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ کیا آپ کا ارادہ ہے کہ میں آپ کو مردے زندہ کر کے دکھاؤں؟ حضرت حزقیل علیہ السلام نے کہا۔ ہاں۔ وہ اللہ کی قدرت پر حیران ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا۔

''ان ہڈیوں کو آواز دے کر کہو کہ جمع ہو کر گوشت پہن لیں اور پٹھے ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں۔''

حضرت حزقیل علیہ السلام نے ان کو آواز دی۔ ''اے ہڈیو! اللہ تمہیں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔''

ہڈیاں اُڑ اُڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور اکٹھی ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ وہ ہڈیاں انسانوں کے ڈھانچے بن گئے۔ پھر اللہ نے حکم دیا۔ ''ان سے کہو کہ گوشت کا لباس پہن لو۔''

آپ نے ہڈیوں کو اللہ کی طرف سے حکم دیا اور ہڈیوں پر گوشت آ گیا۔ ان میں خون دوڑنے لگا اور مرتے وقت انہوں نے جو کپڑے پہن رکھے تھے وہ بھی ان کے جسموں پر واپس آ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا۔ ''آواز دو کہ اے جسمو! اللہ تعالیٰ تمہیں کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے۔''

آپ نے ان جسموں کو حکم دیا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ (اسباطؒ بہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ



عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جب ان لوگوں کو زندہ کیا گیا تو انہوں نے کہا۔ ''اے اللہ تعالیٰ! تو پاک ہے، تیری حمد کے ساتھ۔'' پھر وہ زندہ ہو کر اپنی قوم کی طرف گئے۔ وہ ان کو پہچان رہے تھے کہ وہ مردہ تھے۔ موت کے آثار ان کے چہروں پر تھے۔ وہ جب کوئی کپڑا پہنتے تو وہ نشان زدہ ہو جاتا۔ حتیٰ کہ وہ لوگ اپنے مقررہ وقت میں فوت ہوئے۔ (اسباطؒ۔ مجاہدؒ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں نبی بنایا۔ آپ نے ہی اس قوم کے لیے دعا کی تھی۔ وہ موت کے خوف سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھانے کے لیے مار دیا کہ زندگی دینے والا اور مارنے والا صرف اللہ ہے اور وہ جسے چاہے موت دے جسے چاہے زندہ کر دے۔

ان زندہ ہونے والوں کی تعداد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چار ہزار، ابوصالح رحمہ اللہ نے نو ہزار اور کسی نے آٹھ ہزار بیان کی ہے۔

محمد بن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت حزقیل علیہ السلام کی بنی اسرائیل میں قیام کی مدّت معلوم نہیں ہو سکی۔ بہرحال جب حضرت حزقیل علیہ السلام فوت ہوئے تو بنی اسرائیل اللہ کے وعدے کو بھول گئے اور ان میں نئی نئی چیزیں پیدا ہو گئیں اور انہوں نے بتوں کی پوجا شروع کر دی۔ جن بتوں کو وہ پوجتے رہے ان میں ایک ''بعل'' بھی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان بت پرستوں کی طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ (ابن کثیرؒ)

حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد ان کے وصی (خلیفہ) حضرت الیسع علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
موت کے گھاٹ اتارنا	قتل کرنا	مقدمہ	معاملہ
آخرت	قیامت	توصیف کرنا	خوبیاں بیان کرنا۔تعریف کرنا
نمٹانا	کرنا۔بھگتانا	بیڑیاں	زنجیریں
عدل	انصاف	نامزد کرنا	مقرر کرنا
ابلیس	شیطان	خلیفہ	نائب۔معاون۔جانشین
مظلوم	جس پر ظلم کیا گیا ہو	مجلس	محفل۔جلسہ
دربان	چوکیدار	دستک دینا	کھٹکھٹانا
فقیری	غربت	محتاجی	بے بسی۔معذوری
اکسانا	مجبور کرنا۔تیار کرنا	ضامن	ذمہ دار
متکفل	کفالت کرنے والا	مبعوث	رسول بنایا جانا
طاعون	ہیضہ	وبا	بیماری۔مصیبت
بے روح	مردہ۔بے جان	عذاب	تکلیف
فضل	مہربانی	بت پرست	بت کا پجاری۔کافر

حضرت الیاس علیہ السلام

صیدون کا بادشاہ تخت شاہی پر بیٹھا اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ باتیں کر رہا تھا جو اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان تھے۔ اچانک ایک دربان نے آ کر بادشاہ کو تعظیم دی اور عرض کیا۔ ''حضور! شاہ بعلبک کا قاصد شرف باریابی چاہتا ہے۔''

بادشاہ نے کہا کہ قاصد کو حاضر کرو۔ دربان واپس گیا اور چند لمحوں بعد بعلبک کے بادشاہ کا قاصد دربار میں آ کر بادشاہ کے حضور پیش ہوا۔ اس نے ایک خط بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جو بعلبک کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ صیدون کے بادشاہ نے خط پڑھا پھر قریب بیٹھی اپنی بیٹی شہزادی ازابیل کی طرف بڑھا دیا۔ شہزادی نے بھی خط پڑھا جس میں بعلبک کے بادشاہ نے شہزادی سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

شہزادی خط کا مطالعہ کرنے لگی۔ جب وہ خط پڑھ چکی تو بادشاہ نے پوچھا۔ ''تمھارا کیا خیال ہے شادی کے بارے میں؟''

شہزادی ازابیل نے قدرے شرماتے ہوئے کہا۔ ''ابا حضور۔ مجھے انکار نہیں۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔''

بادشاہ نے شہزادی سے اس کی شرط پوچھی تو شہزادی نے کہا۔ ''میں چاہتی ہوں کہ جب میں بیاہ کر وہاں جاؤں تو شاہی محل میں داخل ہونے سے پہلے بعل دیوتا کے ہیکل میں جا کر اسے سجدہ کروں۔''

قاصد نے شہزادی کی شرط سنی تو فوراً بولا۔ ''ہمارے بادشاہ کو آپ کی ہر شرط منظور ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ ہیکل تیار ہو جائے تو بارات لے کر آ جائے اور شہزادی کو بیاہ کر لے جائے۔ اس شرط کے علاوہ ہماری اور کوئی شرط نہیں ہے۔'' شہزادی کے باپ نے قاصد سے کہا۔

قاصد نے جھک کر سلام کیا اور پلٹ کر دربار سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد تمام درباری اور سلطنت کے ارکان وغیرہ بادشاہ اور شہزادی ازابیل کو شہزادی کا رشتہ طے پا جانے کی مبارکباد دینے لگے۔

بعلبک مغربی دمشق کے ایک شہر کا نام ہے۔ صدیوں پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کے بعد قوم بنی اسرائیل مختلف قبائل میں بٹ گئی اور ہر قبیلے نے اپنی اپنی سلطنت بنالی۔ اس میں سے ایک قبیلہ ملک شام کے علاقے لبنان کے اس حصے میں آ کر آباد ہوا جہاں اب بھی اس شہر کے تاریخی کھنڈرات موجود ہیں اور اس زمانے میں اس کا نام بعلبک تھا۔ عرصہ دراز تک جب بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر نہ آیا جو مخلوق خدا کو وعظ و نصیحت کرتا اور انہیں برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کرتا تو قوم بنی اسرائیل بتوں اور جھوٹے خداؤں کی پرستش کرنے لگی۔

چنانچہ بعلبک کے لوگ بھی بعل دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ چار ہزار سال قبل مسیح میں اس قبیلے کے چار بادشاہ گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام لطی بعل تھا۔ اس نے شہر میں ایک ہیکل بنایا تھا۔ عرصہ دراز بعد اس ہیکل کو بعل دیوتا کا ہیکل کہا جانے لگا۔ بعل دیوتا کو قربانی پیش کرنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھی عظیم الشان قربان گاہیں اور ہیکل بنائے جاتے تھے۔ پوجا کے لیے خاص قسم کے ظروف و برتن تیار کیے جاتے تھے۔ لوگ دیوتا پر خوشبوئیں چڑھاتے، بچوں اور مویشیوں کی صحت و سلامتی کے لیے قربانیاں دی جاتی اور جلائی جاتی تھیں۔

بعلبک کے بادشاہ کا نام ''اخی اب'' تھا۔ جب اس نے صیدون کے بادشاہ کا شہزادی ازابیل کی شادی کے متعلق پیغام اور شہزادی کی شرط سنی تو اس شرط کو پورا کرنے کے لیے احکامات جاری کیے۔ چنانچہ بعل دیوتا کے مندر کی تعمیر و آرائش زور شور سے شروع ہوگئی۔ شہر کا ہر چھوٹا بڑا اس کام میں بخوشی حصہ لے رہا تھا۔ بادشاہ خود بھی تعمیری کام کی دیکھ بھال کرنے روزانہ آتا۔ ہر کام کے لیے اس نے خزانے کا منہ کھول دیا تھا۔ رعایا بھی نقدی اور سونا چاندی نذر کر رہے تھے۔ جب بادشاہ کو ہیکل کے مکمل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ نہایت خوش ہوا۔



اس نے ہیکل کا معائنہ کیا اور حکم دیا کہ ہیکل کو بند کر دیا جائے اور جب اس کی بیوی ازابیل اس میں عبادت کر لے تو پھر عوام کے لیے کھولا جائے۔

بادشاہ کی شادی کے موقع پر بعلبک دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ شہر والوں نے رنگ برنگ لباس پہنے ہوئے تھے۔ خوب جشن کا سماں تھا۔ بادشاہ شہزادی ازابیل کو بیاہ کر واپس آیا تو ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں۔ بادشاہ اور ملکہ ہیکل کے بڑے دروازے پر پہنچے تو قفل کھولا گیا اور وہ دونوں ہیکل میں داخل ہو گئے۔ ملکہ ازابیل بعل دیوتا کے مجسمے کے آگے سجدے میں گر گئی اور کافی دیر تک دعائیں مانگنے کے بعد اٹھی۔

پھر بادشاہ اور ملکہ شاہی محل کی طرف رخصت ہوئے اور ہیکل کے اندر لوگوں کا ہجوم داخل ہو گیا۔ وہ بت کے سامنے سجدے میں گرے ہوئے تھے اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی بے عقلی اور جہنم کا ایندھن بننے پر افسوس کر رہا تھا کہ وہ احمق لوگ خالق حقیقی کی بجائے اس بت کے آگے جھکے ہوئے تھے جو اپنے اوپر سے ایک مکھی بھی ہٹانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔

یہ گمراہ اور کافر لوگ روزانہ بعل دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ مختلف موسموں میں بعل دیوتا کی پوجا کے لیے عظیم الشان اجتماع ہوتے تھے جس میں بادشاہ اور ملکہ سمیت دوسرے امرائے سلطنت بھی شرکت کرتے تھے۔ موسم بہار میں بھی خصوصی عبادت کا انتظام کیا گیا۔ پوجا کے بعد بعل دیوتا کے قدموں کے سامنے بنی ہوئی مخصوص جگہ پر تیز آگ روشن کی گئی۔ جب شعلے خوب بھڑکنے لگے تو ایک نوجوان اور اس کی بیوی اپنے چند ماہ کے معصوم بچے کے ساتھ آگ کے قریب آئے اور نوجوان نے بیوی کی گود سے بچہ لے کر آگ میں پھینک دیا۔ آگ میں گرتے ہی معصوم بچے کی دلدوز چیخ ہیکل میں گونجی اور آگ کے شعلوں نے اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر ڈالا۔ بچے کی ماں غم سے نڈھال ہو کر شوہر کے ساتھ لپٹ گئی۔ نوجوان بھی دم بخود کھڑا تھا۔ پھر اس کی بیوی بے ہوش ہو گئی۔

بچہ جل کر راکھ ہو گیا تو ہیکل کے کاہن نے نوجوان سے کہا۔ ”اے نوجوان! بعل دیوتا کو ہمیشہ خوش رکھنے کے



لیے تو نے عظیم قربانی پیش کی ہے۔اب وہ تم سے کبھی ناراض نہ ہوگا۔تم اور تمہاری بیوی دونوں ہمیشہ کے لیے پاک ہو گئے ہو۔''

سب لوگ اسے مبارکباد دینے اور ہیکل سے باہر جانے لگے۔آخر میں نوجوان نے اپنی بے ہوش بیوی کو اٹھایا اور گھر کی طرف چل دیا۔گھر آ کر اس نے بیوی کے منہ پر پانی چھڑکا تو اسے ہوش آ گیا اور وہ بے تابی سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔''میرا بچہ۔میری جان کہاں ہے؟''

پھر اسے بچے کی قربانی کا واقعہ یاد آ گیا اور وہ روتے ہوئے اپنے خاوند کو جھنجوڑتے ہوئے بولی۔

''یہ کیسا مذہب ہے؟ بعل کیسا معبود ہے جو معصوم بچوں کی قربانی مانگتا ہے؟''اس پر وحشت سی طاری ہوگئی خاوند اسے دلاسا دینے لگا۔لڑکی کے دماغ پر اپنے لختِ جگر کی موت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ پاگل ہو کر گلیوں میں ٹھوکریں کھانے لگی۔

ہیکل سے تھوڑی دور ایک چوک میں لوگوں کے بہت بڑے ہجوم میں ایک نورانی شکل کا بوڑھا چبوترے پر کھڑا وعظ کر رہا تھا۔''اے اہل بعلبک! کیا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت بھول گئے ہو؟ کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ ایک دن مرنے کے بعد تم اپنے خالق کے حضور پیش کیے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔کیا تم ان امتوں کے واقعات بھول گئے ہو جن کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔اللہ کے حضور توبہ کرو اور اپنے کفر و شرک سے باز آ جاؤ۔''

پھر اس بزرگ نے پاگل لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو مجمع میں نظر آ رہی تھی۔بوڑھے نے لوگوں سے کہا۔''اس لڑکی کی طرف دیکھو۔یہ وہی ہے جس کا نونہال چند روز پہلے بعل دیوتا کو خوش کرنے کے لیے زندہ جلا دیا گیا تھا۔اگر بعل سچا ہے تو اسے جا کر کہو کہ اس لڑکی کو تندرست کر دے۔کیا اس نے بچے کی عظیم قربانی اس لیے دی تھی کہ گھر برباد ہو جائے اور یہ پاگل ہو کر ٹھوکریں کھاتی پھرے۔''

اتنے میں بادشاہ کے سپاہی آ گئے اور انہوں نے بعل دیوتا کے خلاف وعظ کرنے اور لوگوں کو مذہب سے گمراہ کرنے کے جرم میں اسے پکڑ لیا اور اس پر کوڑے برساتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ مگر بوڑھا تشدد کی تاب نہ لا کر راستے میں جاں بحق ہو گیا۔ اس سرزمین پر وہ آخری عالم تھا جو لوگوں کو شریعت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کرتا ہوا شہید ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وحدانیت کی تبلیغ دینے والا وہاں کوئی نہ تھا۔

کئی سالوں بعد جب کہ ہر طرف کفر و شرک پھیل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو رسول بنا کر اہل بعلبک کی طرف بھیجا۔ ان کا نام حضرت الیاس علیہ السلام تھا۔ آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ بعلبک کے بادشاہ اور ہیکل کے کاہن کو اپنے اقتدار کی موت نظر آنے لگی۔ انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کی بھرپور مخالفت شروع کر دی مگر آپ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے رہے۔ آپ فرماتے۔

''حیرت ہے کہ تم خالق کائنات کو چھوڑ کر بت کو پوجتے ہو۔ اللہ تم سب کا اور تم سے اگلے تمہارے باپ دادا کا رب ہے، وہی مستحق عبادت ہے۔''

لیکن اہل بعلبک نے آپ کی تکذیب کی۔ وہ لوگ آپ کی تبلیغ و نصیحت سے پریشان تھے۔ انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن ان کی کوئی تدبیر آپ کو تبلیغ حق سے نہ روک سکی۔ قرآن حکیم میں آپ کا ذکر سورۃ الصافات میں اس طرح آیا ہے۔

ترجمہ:

''اور بے شک الیاس (علیہ السلام) رسولوں میں سے ہیں، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل (دیوتا) کو پکارتے ہو اور بہترین پیدا کرنے والے (خالق و مالک) اللہ کو چھوڑتے ہو؟ جو تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔ پس انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ یقیناً (عذاب میں) حاضر کیے جائیں گے۔ مگر اللہ کے مخلص بندے (عذاب سے بچ جائیں گے) اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں ان کا



ذکر خیر چھوڑا۔ الیاس پر سلام ہو، ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔'' (سورۃ الصافات۔ آیت 123-132)

بعلبک کے بادشاہ اور ہیکل کے کاہن نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تعلیمات اور نصیحتوں سے نجات پانے کے لیے آپس میں سازش کی تاکہ لوگ ان کی تبلیغ سے متاثر نہ ہو سکیں اور انہیں جھوٹا ثابت کر کے تبلیغ حق سے روکا جاسکے۔

''کیوں نہ الیاس سے کوئی معجزہ طلب کیا جائے؟'' بادشاہ نے کاہن سے پوچھا جس کا نام بروشوس تھا۔

''اگر اس نے معجزہ دکھا دیا تو پھر؟'' کاہن نے خدشے کا اظہار کیا۔

''پھر دیکھا جائے گا۔'' بادشاہ نے کہا۔

کاہن بروشوس نے سوچتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔''

اس پروگرام کے بعد لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا گیا۔ بادشاہ، کاہن اور امرائے سلطنت کے علاوہ حضرت الیاس علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ پھر ایک بیل کو ذبح کر کے اس پر لکڑیاں رکھ دی گئیں۔ بادشاہ نے حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا۔

''اگر آسمان سے آگ اتر کر اسے جلا دے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔''

یہ سن کر حضرت الیاس علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ ''اے باری تعالیٰ! یہ لوگ معجزہ مانگتے ہیں۔ شاید ایمان لے آئیں۔ اپنے کرم سے آسمان سے آگ بھیج جو ان لکڑیوں کو جلا دے۔''

آپ کی دعا ختم ہوتے ہی آسمان سے آگ ظاہر ہوئی اور لکڑیوں کو آگ لگ گئی۔ معجزہ دیکھ کر بادشاہ آپ پر ایمان لے آیا اور اقرار کیا کہ آپ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اور بھی کئی لوگ حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ لیکن کاہن بروشوس ایمان نہ لایا اور اس معجزہ کو جادو اور نظر بندی کہتا رہا۔ وہ بادشاہ کو بہکانے لگا اور حضرت الیاس علیہ السلام کے معجزے کو غلط رنگ دینے لگا۔ اس نے بادشاہ کو بعل دیوتا کے غضب اور غصے

سے خوفزدہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر حضرت الیاس علیہ السلام اللہ کا سچا نبی ہوتا تو اکثریت اس پر ایمان لے آتی۔اس کے پیروکاروں کی تعداد تو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔''

کاہن اس طرح کی دلیلیں پیش کرتا اور بادشاہ کو دوبارہ بت پرستی کی دعوت دیتا رہا۔نتیجے میں پندرہ دن بعد ہی بادشاہ مرتد ہو گیا۔اس نے اعلان کر دیا کہ وہ حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا اور بعل دیوتا کو نہیں چھوڑ سکتا۔اس کے بعد آپ کی پہلے سے بھی زیادہ مخالفت ہونے لگی۔

کفر وشرک سے اہل بعلبک کے کان، آنکھیں اور دل اندھے ہو گئے اور ان کی دشمنی میں شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔چند سال گزر گئے۔آخر ایک دن اللہ کے رسول حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ سے اہل بعلبک پر عذاب نازل کرنے کی دعا کی۔

''اے اللہ! اہل بعلبک تیرا نام تک سننے کے روادار نہیں۔تیری نعمتوں کے ناشکرے ہیں۔تیرے نبی کو نہیں مانتے۔ان پر عذاب نازل فرما۔''

آپ کی دعا قبول ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے بعلبک کے نافرمانوں اور کافروں پر خشک سالی کا عذاب نازل کیا۔آسمان نے پانی برسانا (بارش) بند کر دیا۔چشموں، ندی نالوں کا پانی زیر زمین چلا گیا۔فصلیں ویران ہو گئیں، درخت سوکھ کر ٹنڈ منڈ ہو گئے اور ہر جگہ دھول اڑنے لگی۔لیکن لوگ سیدھے راستے پر آنے کی بجائے بعل دیوتا کے آگے جا کر گڑگڑاتے اور بارش کے لیے دعائیں مانگتے تھے لیکن وہ بے جان مجسمہ کیا کر سکتا تھا۔حضرت الیاس ان کو سمجھاتے اور فرماتے۔''اے لوگو! کیوں خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہو۔اس راستے پر کیوں نہیں چلتے جس کی میں نشاندہی کرتا ہوں۔''

اہل بعلبک راہ راست پر نہ آئے اور بھوک پیاس سے مرتے رہے۔تین سال اس قحط میں گزر گئے۔ایک دن لوگوں کو خیال آیا کہ یہ قحط اور خشک سالی حضرت الیاس علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے، کیوں نہ اسے ہلاک

کر دیا جائے۔ پھر وہ لوگ آپ کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے کسی کی کوئی چال کامیاب نہ ہوئی کیونکہ اپنے رسولوں کا اللہ تعالیٰ خود محافظ و نگہبان ہوتا ہے۔ ایک دن حضرت الیاس علیہ السلام خود ہی بادشاہ اخی اب کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی پریشانی دیکھ کر کہا۔

''اخی اب! جسے تم پوجتے ہو اسے کہو ناں! کہ تم کو پانی دے، قحط سے نجات دے۔ نہیں تو تم میرے اللہ پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں پانی دے گا۔''

بادشاہ اخی اب نے کہا۔ ''میں بعل دیوتا سے پانی مانگوں گا۔''

''میں منتظر رہوں گا کہ تم کب میرے اللہ سے پانی مانگنے آتے ہو۔'' حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا اور وہاں سے واپس چل دیے۔

اگلے دن بادشاہ کے ساتھ بہت سے لوگ ہیکل گئے اور گڑگڑا کر دیوتا سے بارش مانگی۔ لیکن بعل دیوتا کے بت نے کوئی جواب نہ دیا۔ کاہن نے انہیں یقین دلایا کہ بادشاہ اور دوسرے لوگوں کی دعا رائیگاں نہیں جائے گی اور بارش ضرور ہوگی۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بادشاہ خود ہی ایک دن حضرت الیاس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔

''کہو۔ بعل نے تمہاری حالت پر رحم نہیں کھایا؟ وہ بے جان مجسمہ کیا دے سکتا ہے جس کے لیے تم اپنی آخرت خراب کرتے ہو۔''

بادشاہ نے کہا۔ ''تم اپنے اللہ سے بارش کے لیے دعا کرو۔ بارش کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی ہم ایمان لے آئیں گے۔''

بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے قسمیں کھا کر یقین دلایا۔ تب آپ نے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی۔ دعا کے بعد فوراً ہی آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھک گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا اور گھاس و غلہ اگنے لگا۔ لیکن وہ لوگ پھر بھی منکر ہو گئے اور اپنے کفر پر اڑے رہے۔ اس کے



باوجود حضرت الیاس علیہ السلام تبلیغ حق کرتے رہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب کافروں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو آپ چھپ گئے۔ آپ اپنی قوم کے بادشاہ سے دس سال تک ایک غار میں چھپے رہے جو "الدم" پہاڑ کے نیچے تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو ہلاک کر دیا اور اس کی جگہ کسی اور کو بادشاہ بنا دیا۔ تب حضرت الیاس علیہ السلام اس بادشاہ کے پاس آئے اور اسے توحید کی دعوت دی۔ وہ بادشاہ مسلمان ہو گیا۔ اس کی قوم کے بہت سے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ صرف دس ہزار افراد مسلمان نہ ہوئے تو بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ (کعب الاحبار)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اپنی قوم سے بھاگ کر پہاڑ کے غار میں بیس یا چالیس راتیں چھپے رہے اور معجزانہ طور پر کوے ان کے پاس ان کا کھانا لاتے تھے۔ (ابن ابی الدنیاؒ)

اسلامی تفاسیر میں حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں کئی واقعات موجود ہیں۔ ان میں چند درج ذیل ہیں۔

❖ جب حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے آپ کو جھٹلایا اور اذیت دی تو انہوں نے اللہ سے اپنی روح قبض کرنے کی دعا کی۔ اس کے نتیجے میں آپ کے پاس ایک جانور آیا۔ اس کا رنگ آگ جیسا تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ اللہ نے آپ کو پردہ دیا اور نورانی لباس پہنا دیا۔ اور ان سے کھانے اور پینے کی لذت ختم کر دی (یعنی آپ کو کھانے پینے کی حاجت و خواہش نہ رہی) اس طرح آپ ملکی بھی ہیں اور بشری بھی، ارضی بھی ہیں اور سماوی بھی اور آپ نے الیسع بن اخطوب کو اپنے بعد تبلیغ کی ذمہ داری سنبھالنے کی وصیت فرمائی۔ (وہب بن منبہؒ)

❖ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم ایک جگہ ٹھہرے تو اچانک ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ "اے اللہ! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحومہ مغفورہ امت میں سے کر دے۔" میں نے دیکھا تو وادی میں تین سو ہاتھ سے زیادہ لمبے قد کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے

پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم انس بن مالک ہوں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ یہاں قریب ہی ہیں اور آپ کا کلام سن رہے ہیں۔ اس آدمی نے کہا۔ ''ان کے پاس جاؤ اور میری طرف سے ان کو سلام کہو۔ اور کہنا کہ تمہارا بھائی الیاس تم پر سلام کہتا ہے۔''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی تو آپ ان کے پاس آئے۔ ان سے ملاقات کی اور ان سے بغل گیر ہوئے، سلام کہا اور دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں سال میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہوں اور وہ دن آج ہی ہے لہٰذا آؤ دونوں مل کر کھاتے ہیں۔ پھر آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ اس میں روٹی، مچھلی اور اجوائن تھی۔ پس ان دونوں نے کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ پھر ہم نے عصر کی نماز ادا کی۔ پھر وہ ہم سے رخصت ہو گئے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ بادلوں سے گزر کر آسمان کی طرف جا رہے ہیں۔''

❖ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مصعب بن الزبیرؓ کے ہمراہ کوفہ کے قریب ایک جگہ پر تھے۔ میں وہاں ایک باغ میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے لیے داخل ہوا۔ میں نے سورۃ الغافر شروع کی۔ اچانک میرے پیچھے سفید خچر پر سوار ایک آدمی آیا۔ اس نے یمنی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تو ''غافر الذنب'' کہے تو کہنا، اے توبہ قبول کرنے والے! میری توبہ قبول کر۔ جب تو ''شدید العقاب'' کہے تو کہنا کہ اے سخت سزا دینے والے! مجھے سزا نہ دینا۔ جب تو ''ذی الطّول'' کہے تو کہنا کہ اے کرم کرنے والے! مجھ پر اپنی رحمت کے ساتھ کرم کر۔

جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں باہر نکلا اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ ابھی ابھی تمہارے پاس سے سفید خچر پر سوار یمنی لباس پہنے ہوئے کوئی آدمی گزرا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس سے کوئی شخص نہیں گزرا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حضرت الیاس علیہ السلام ہی تھے۔ (ابن ابی الدنیاؒ)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
شرف باریابی	حاضر ہونے کی سعادت	قبل مسیح	حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے
ہیکل	معبد۔ بت خانہ	ارکان	رکن کی جمع۔ ممبر
پرستش	عبادت۔ پوجا	براجمان ہونا	بیٹھنا
پوجا	عبادت	قربان گاہ	قربانی کی جگہ
مویشی	پالتو جانور	آرائش	سجاوٹ
قفل	تالا	نڈھال ہونا	طاقت نہ رہنا۔ کمزور ہونا
کائنات	زمین اور آسمان	بے عقلی	نادانی۔ کم سمجھی۔ بے وقوفی
ایندھن بننا	جلایا جانا	اجتماع	اکٹھ۔ مجمع
دلدوز	دل ہلا دینے والی	اقتدار	اختیار۔ حکمرانی۔ بادشاہی
مستحق	حق دار	تکذیب کرنا	جھٹلانا
رب	پروردگار۔ پیدا کرنے والا	مومن	ایمان والا۔ مسلمان
متاثر ہونا	اثر لینا۔ اثر ہونا	خدشہ	خطرہ۔ اندیشہ
تعلیمات	تعلیم کی جمع	سازش	سازباز کرنا۔ منصوبہ بنانا

وحشت	دیوانگی۔ پریشانی۔ جنون	لختِ جگر	جگر کا ٹکڑا۔ بیٹا۔ بیٹی
نورانی	روشن۔ نور والی	شریعت	مذہبی قانون
مجمع	ہجوم۔ اکٹھ	ٹھوکریں کھانا	بھٹکنا۔ مارا مارا پھرنا
جاں بحق ہونا	ہلاک ہونا۔ مرنا	ایوان	گھر۔ دربار۔ محل
بارگاہ	حاضری کی جگہ۔ حضور	معجزہ	ان ہونی بات
خشک سالی	قحط۔ بارش نہ ہونا	بت پرستی	بتوں کی پوجا
مجسمہ	بت	نظر بندی	دھوکا۔ مسمریزم
چشمہ	پانی کا سوتا	مخالفت	دشمنی۔ عداوت
دھول اڑنا	ویران ہونا	گڑگڑانا	رونا۔ عاجزی کرنا
موسلا دھار	تیز اور مسلسل	منکر	انکار کرنے والا
جل تھل ہونا	پانی ہی پانی ہو جانا	توحید	اللہ کو ایک ماننا
رائیگاں جانا	ضائع ہونا	تنگ ہونا	عاجز ہونا۔ بے بس ہونا
معجزانہ طور پر	معجزانہ طریقہ سے	بشری	انسانی
ارضی	زمینی	سماوی	آسمانی
ذی الطّول	کرم کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ	مرحومہ	جس پر رحمت کی گئی ہو
مغفورہ	بخشی ہوئی	اجوائن	ایک بوٹی کے بیج
غافر الذنب	توبہ قبول کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ	شدید العقاب	سخت سزا دینے والا۔ اللہ تعالیٰ